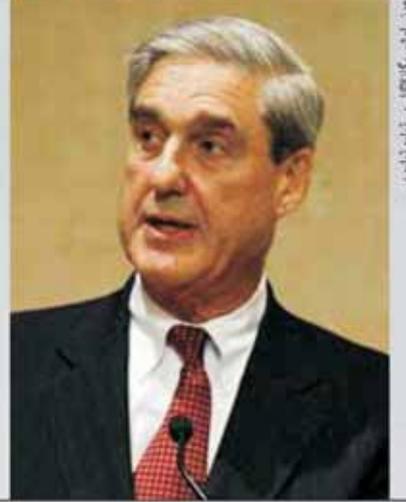




## رابرٹ ایس. میولر سوم، ڈائریکٹر وفاقی ادارہ تفتیش (ایف بی آئی) کی کونسل برائے تعلقات خارجہ، واشنگٹن ڈی سی میں تقریر۔



عزت کونسل برائے تعلقات خارجہ میں

**تقریباً** تین ماہ قبل چند لوگ ریزی کی ایک کشتی کے ذریعہ شام کو غروب آفتاب کے قریب ایک بڑے مالیاتی شہر میں وارد ہوئے اور مختلف سمتوں میں پھیل گئے۔ ان کے پستاروں میں آٹو بیک اسلحے، ہتھیار گولے اور سیٹلائٹ ٹیلیفون تھے۔ چند گھنٹوں کے اندر ہی محصوم شہریوں کی لاشیں سڑکوں پر بکھری پڑی تھیں، عمارتوں سے شعلے نکل رہے تھے، پھنسے ہوئے لوگوں کی جان کے لالے پڑے تھے اور پورا شہر محاصرے میں تھا۔ اس حملے کی خبر آنا فانا دنیا بھر میں پھیل گئی۔ روایتی میڈیا کی خبروں اور ویڈیو، بلاگ، پیغامات اور انٹرویوز کے ذریعے بھی کھینچتی گئی۔ حملہ آوروں نے وہی تکنیک لوجی نہ صرف پولیس اور پچاؤ

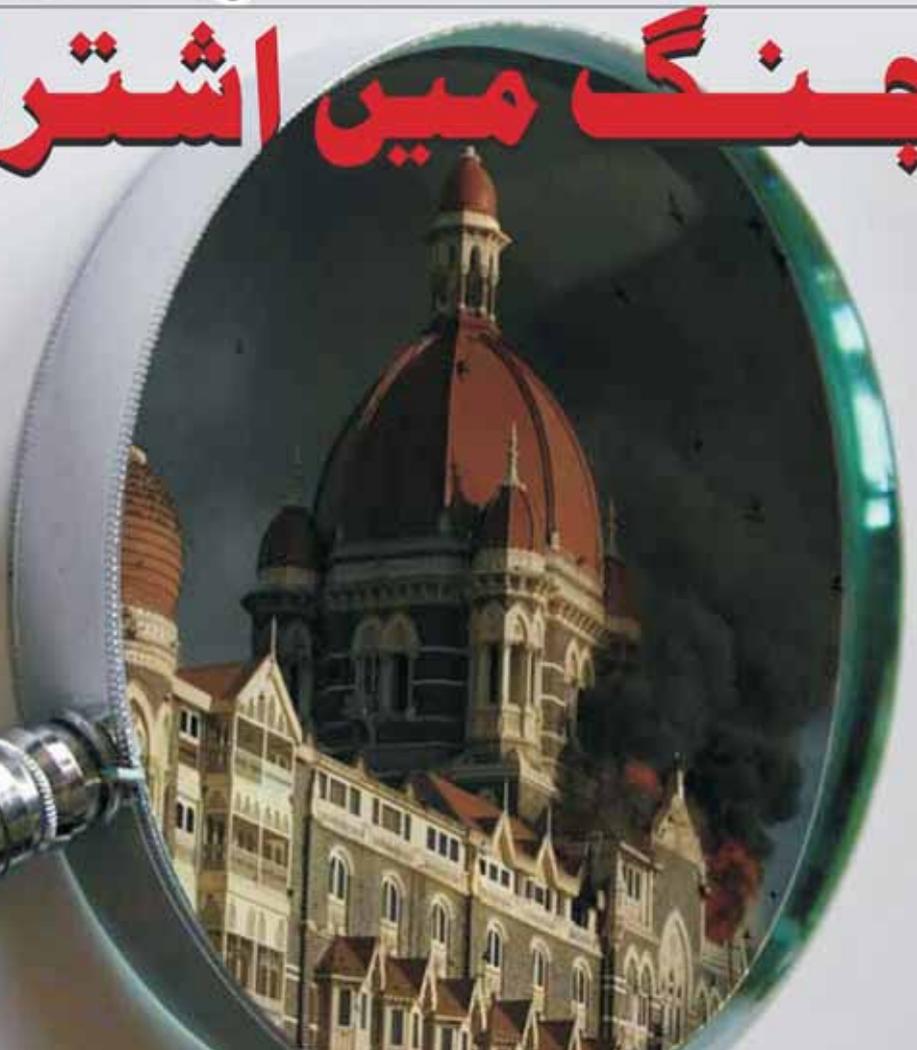
ٹیویں کی نقل و حرکت معلوم کرنے کے لیے اور ان کی پکڑ سے بچنے کے لیے استعمال کی بلکہ اپنے ان لیڈروں سے رابطے کے لیے بھی استعمال کی جو ان سے کچھ دور تھے۔

یہ ایک ایسا حملہ تھا جس کے دوران بڑا زبردست باہمی رابطہ تھا اور اس کی ساری کارروائی بھی بالکل سیدھی سادھی تھی۔ ظاہر ہے میں مہینے کی بات کر رہا ہوں جس میں دہشت گردوں نے ۱۷۰ سے زیادہ لوگوں کو ہلاک اور تین سو سے زیادہ کو زخمی کر دیا۔

اس طرح کے حملے سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ دہشت گرد بڑی منصوبہ بندی اور تھوڑے سے سرمایہ کے ذریعے معمولی ہتھیار استعمال کر کے زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ پھر سوال

# دہشت گردی کے خلاف

## جنگ میں اشتراک



## معمولی ہتھیار انتہائی ہلاکت خیز ہو سکتے ہیں اگر صلاحیت اور پختہ ارادہ دونوں بھم ہوں۔

کی نظر میں امریکہ کے تصور کو بدل سکتی ہے۔ اور شہری انتشار، وسائل کی کمی اور بدلتی ہوئی عالمی معیشت کی کیا بات ہے؟

افریقہ کے کسی بحران کے اثرات دنیا پولیس میں ہو سکتے ہیں جس پر ہم ابھی گفتگو کریں گے۔ کیونکہ زوال سے سامبر چوروں کی ایک فوج کے لیے دروازے کھل گئے۔ دنیا بھر میں تہذیبوں کے میل جول کی وجہ سے حکومتوں کی زیر سرپرستی جاسوسی میں سہولتیں پیدا ہو گئیں، بچوں کی عریاں فوٹو گرافی کے بازار کو فروغ حاصل ہوا اور گروہوں کی سرگرمیاں تیز ہو گئیں۔

### خطرات کا مقابلہ

یہ بات درست ہے کہ یہ جائزہ بڑا سنگین معلوم ہوتا ہے اور اس کے لیے اعلیٰ درجے کی خبر رسانی اور مضبوط بین الاقوامی شراکت کی ضرورت ہے۔

(کنناڈا کے) ہاکی کے عظیم کھلاڑی وین گرینزکی سے ایک بار کسی نے پوچھا کہ وہ بریفیے میدانوں میں ہمیشہ بالکل ٹھیک جگہ پر بروقت کیسے موجود ہوتے ہیں؟ تو ان کا جواب تھا کہ کچھ کھلاڑی اسکیننگ کر کے وہاں پہنچتے ہیں، جہاں گلی (جو برف پر ہاکی میں گیند کے بجائے استعمال کی جاتی ہے) ہوا کرتی ہے لیکن میں وہاں ہوتا ہوں جہاں گلی پہنچنے والی ہوتی ہے۔

ایف بی آئی میں ہمارے بارے میں بھی یہی بات درست ہے۔ ہمیں جاننا چاہیے کہ خطرہ کس سمت میں بڑھ رہا ہے اور ہمیں پہلے وہاں پہنچنا چاہیے۔ قانون نافذ کرنے والے ایک ادارے کے طور پر ہماری شہرت جن اسباب پر مبنی ہے، یعنی ذرائع کا فروغ، گمرانی، مواصلات، بیج میچ پکڑ لینا اور فورسک تجربہ، وہی ہیں جو سیکورٹی سروں کے لیے ضروری ہیں۔

ہمیں جس چیلنج کا سامنا ہے وہ ایسی خبر رسانی کو فروغ دینا ہے جس کے ذریعے کسی حملے سے پہلے ہی اس کو درہم برہم کر دیا جائے۔ مؤثر ہونے کے لیے ہمیں ایسی معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے جن کے ذریعے ہمارے کیسوں کے درمیان اور ہمارے معلوماتی مراکز کے اندر خلا کو پُر کیا جاسکے۔ اور ہماری یہ خبر رسانی ہر شہر میں اور ہر ریاست میں اسی طرح مختلف ہوگی جس طرح بحرمانہ اور دہشت گردی کے خطرے مختلف ہوا کرتے ہیں۔

ہمیں یہ بھی قطعی طور پر معلوم ہونا چاہیے کہ دنیا بھر میں جو خطرات ہیں وہ بڑھ کر یہاں ہمارے لیے بھی خطرہ بن سکتے ہیں یا نہیں۔ اگر صومالیہ میں خود شہر بمباری کا کوئی واقعہ ہوتا ہے تو کیا اس کی وجہ سے ہمارے لیے بھی کوئی بڑا خطرہ ہے؟ کیا ہم اس خطرے کی پوری نوعیت کو سمجھتے ہیں؟

کسی نیٹ ورک کے تانے بانے منتشر کرنے کے لیے درکار خبر رسانی کے فائدے سے ہمیں چند منتخب افراد پر مقدمہ چلانے کی اہمیت

شرط نہیں ہے وہاں کے انتہا پسندوں کا بھی خیال رکھنا ہوگا جو کہ امریکہ سے صرف ای ٹیکٹ کی حد تک فاصلے پر ہیں۔

ہمیں اصل خطرہ تو پاکستان اور افغانستان کے قبائلی علاقوں سے ہے لیکن (افریقہ میں) مغرب اور ساحل سے لے کر یمن تک دیگر مقامات پر بھی سرگرمیاں نظر آ رہی ہیں۔ دنیا بھر میں ایسے لوگوں کے آباد خطوں کے متعلق بھی ہماری تشویش بڑھتی جا رہی ہے جو القاعدہ اور اس کے نظریات سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان میں سے کچھ ایسے بھی ہو سکتے ہیں جن کا القاعدہ سے برائے نام تعلق ہو یا کوئی عملی تعلق نہ ہو۔ لیکن حاشیائی تنظیموں کے حوصلوں اور کوشش میں بڑی تیزی سے اضافہ ہو سکتا ہے۔ اگر وہ ٹریننگ اور منصوبہ بندی اور حملوں کی کارروائیوں کے معاملوں میں مرکزی القاعدہ سے رابطہ کر لیں تو کھیل بالکل ہی مختلف ہو جاتا ہے۔

ستمبر 11 کے بعد ہم نے جس سازش کو بھی ناکام بنایا اس میں یہ معلوم کرنے کی کوشش کی گئی کہ آیا متعلقہ شخص ان منصوبوں پر عمل کرنے کا ارادہ اور اس کی صلاحیت رکھتا تھا۔ کسی سازش کو اس کی منصوبہ بندی کے زمانے میں ہی درہم برہم کرنے کے لیے جلدی کارروائی کرنا یا اس وقت تک تفتیش جاری رکھنا کہ جب وہ شخص حملہ کرنے ہی والا ہو، ان دونوں صورتوں کے درمیان کھٹکش ہمیشہ باقی رہے گی اور ہر معاملے میں کوئی فیصلہ کرنا مشکل ہوگا۔

مثال کے طور پر (نیو جرسی میں) فورٹ ڈکس پر حملے کے منصوبے کو لپیٹے۔ ہم نے جن جن لوگوں پر مقدمات چلائے وہ پنسلوانیا کے جنگلوں میں نشانہ بازی کی مشق کرتے تھے۔ انھوں نے القاعدہ کی ٹریننگ کے ویڈیو بھی دیکھے تھے۔ ان کے پاس اس مرکز کا ایک نقشہ، اندر گھسنے کا ایک پلان بھی تھا اور انھوں نے ایف بی آئی کی طرف سے انھیں پھنسانے کی ایک کارروائی کے دوران نیم خود کار اسلحے بھی خریدے تھے۔

ممبئی کے حملہ آوروں کی طرح یہ لوگ بھی زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچانا چاہتے تھے۔ اور ممبئی کے حملے کی طرح اس منصوبے سے بھی پتہ چلتا ہے کہ اگر صلاحیت اور پکا ارادہ ہو تو معمولی ہتھیار بھی بہت زیادہ ہلاکت خیز ہو سکتے ہیں۔

ہمیں یہ بھی اعتراف کرنا چاہیے کہ جو واقعات ہمارے دائرہ اختیار سے باہر ہوں وہ بھی ہماری قومی سلامتی پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔ اکثر عالمی سیاست امریکہ کے لیے دہشت گردانہ اور مجرمانہ خطرات کا موجب ہوتی ہے۔ وہی سیاست بین الاقوامی برادری

پیدا ہوتا ہے کہ آیا سیکل، سان ڈیاگو، میامی اور مین ہٹن پر بھی اسی طرح کا حملہ کرنے کے بارے میں منصوبہ بندی کی جاسکتی ہے۔

### عالمگیریت اور دہشت گردی کا فروغ

ہم جس دنیا میں رہ رہے ہیں وہ حالیہ برسوں میں بہت بدل گئی ہے۔ عالمی بازاروں کے مربوط ہونے سے لے کر بین الاقوامی سفر کی سہولتوں اور انٹرنیٹ کے فروغ اور اس کی رسائی تک، لیکن دنیا کے متعلق ہمارا تصور اور اس میں ہمارا مقام بھی بدل گیا ہے۔

گذشتہ سال سائنسدانوں نے پہلی بار ایسے ستاروں اور سیاروں کی تصویریں لیں جن کے بارے میں قیاس ہے کہ وہ ہمارے نظام شمسی سے بہت دور گردش کر رہے ہیں۔ ماہرین فلکیات نے گذشتہ 13 برسوں کے دوران ایسے ”نظام شمسی سے باہر“ تین سو سے زیادہ سیاروں کی شناخت کی ہے۔ دور جدید کے ماہرین اس بات کی تصدیق کرنا چاہتے ہیں کہ آخر وہ کیا چیز ہیں جنہیں اب تک نہیں دیکھا گیا ہے۔ ان دریافتوں سے ہماری دنیا بہت چھوٹی تاہم بڑی وسیع و عریض معلوم ہوتی ہے۔ اور وہ ہمیں احساس دلاتی ہیں کہ ابھی بہت کچھ دریافت کرنا باقی ہے۔

نفاذ قانون اور خفیہ خبر رسانی کے زاویے سے دیکھیں تو کچھ اور معلوم کرنے کی ضرورت ہمیشہ باقی رہے گی لیکن نئے خطرات، نئی تکنالوجی اور نئے اہداف کے علم کے بارے میں ہم بہت زیادہ پر امید نہیں ہیں۔ جرائم اور دہشت گردی کی دنیا ہمارے سامنے لاکھوں دوروں تک پھیلی ہوئی ہے اور ہم بھی یہ معلوم کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں کہ وہاں ہے کیا، لیکن ہمیشہ ہمیں نظر نہیں آتا۔

11 ستمبر کے بعد بھی ہمارا عالمی نظریہ کسی قدر محدود تھا۔ ہمیں بنیادی طور پر القاعدہ کے لیڈروں اور اس کی ساخت کی فکرتھی۔ آج بھی ہمیں القاعدہ کی طرف سے خطرہ ہے لیکن ہمیں ان دہشت گرد گروہوں پر بھی توجہ مرکوز کرنی ہے جو زیادہ مشہور نہیں ہیں اور مقامی دہشت گردوں پر مشتمل ہیں۔ جن ملکوں کے ساتھ ویزا کی

### مزید معلومات کے لئے:

فیڈرل بیورو آف انویسٹی گیشن

<http://www.fbi.gov/>

پوشیدہ تحقیقات معشت گردی کے پلان بے نقاب کرتی ہیں

<http://www.fbi.gov/page2/may07/tidox050807.htm>

مبیشی حملہ: دہشت گردی میں شاطرانہ تبدیلی

<http://www.time.com/time/world/article/0,8599,1862795,00.html>



ہمسروں سے مواصلاتی رابطہ قائم کرنے میں تعاون کیا اور ہماری تیزی سے کام پر پھینچنے والی ٹیم کے وہاں پہنچنے میں مدد کی۔ یہ بحران ختم ہونے سے پہلے ہی تفتیش شروع ہو گئی تھی۔ نئی دہلی اور اسلام آباد کے ایف بی آئی آفسوں کے ایجنٹ، حکومت ہند، سی آئی اے، امریکی محکمہ خارجہ، ایم ۱۶ اور نیو اسکاٹ لینڈ یارڈ کے ساتھ مل کر کام کرنے لگے تھے۔

کارروائیوں میں اس اشتراک کی وجہ سے ہمیں شواہد اور خفیہ اطلاعات تک رسائی میں بے مثال کامیابی حاصل ہوئی۔ ایجنٹوں اور تجزیہ کاروں نے ۶۰ سے زیادہ انٹرویو لیے جن میں حملہ آوروں میں سے ایک بچ جانے والے کا انٹرویو بھی شامل تھا۔ ہمارے فورنک ماہروں نے دھماکے والی چیزوں پر سے انگلیوں کے نشانات حاصل کیے۔ انھوں نے ٹوٹے پھوٹے سیل فون سے ڈاٹا حاصل

۲۷

## ہمیں جاننا چاہیے کہ خطرہ کس طرف بڑھ رہا ہے اور ہمیں وہاں پہلے پہنچنا چاہیے۔

کیے۔ ایک فون کے ٹوٹے تاروں کو انھوں نے واقعی جوڑ دیا۔ اس کے ساتھ ہی ہم نے معلومات حاصل کیں، ان کا تجزیہ کیا اور اندرون ملک اور بیرون ملک اپنے شرکائے کار کو ان معلومات سے مطلع کیا۔ اس کا مقصد صرف یہ معلوم کرنا نہیں تھا کہ ان حملوں کی منصوبہ بندی کس طرح کی گئی اور کن لوگوں نے کی، بلکہ اس بات کو یقینی بنانا تھا کہ اگر کسی اور حملے کی تیاریاں کی جارہی ہوں تو اس کو روکنے کے لیے ہمارے پاس کافی اطلاعات موجود ہوں۔

ممبئی میں ہمارا کام معمولی نہیں تھا۔ اس طرح کے خطرات کے تدارک کے لیے پہلے تو ہمیں موصولہ اطلاعات کے ذریعے انھیں اچھی طرح سمجھنا چاہیے۔ جب ہم اس کو سمجھ لیتے ہیں تو ہمارے قانون نافذ کرنے والے ادارے ہمیں متعلقہ افراد اور ان کے حلقوں کے خلاف کارروائی کی اجازت دیتے ہیں۔

ہم خفیہ خبر رسائی کا ایسا ادارہ نہیں ہیں جو اطلاعات اکٹھا کرتا ہے لیکن کوئی کارروائی نہیں کرتا، نہ ہم نفاذ قانون کا کوئی ایسا ادارہ ہیں جو اطلاعات کے بغیر ہی کارروائیاں کرتا ہو۔ آج کا ایف بی آئی ایک سیکورٹی سروس ہے جس میں خطروں کی حدود اور نوعیت کو سمجھنے کی صلاحیت اور ان خطرات کو دور کرنے کی صلاحیت دونوں کا امتزاج ہے۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ ہم سب سے الگ تھلگ رہ کر کام نہیں کرتے۔ (ورجینیا میں واقع) ایف بی آئی اکاڈمی کے بین الاقوامی ٹریننگ پروگرام کے ذریعہ دنیا بھر میں ہزاروں افسروں سے ہمارے بے تکلفانہ تعلقات ہیں۔ شہرکائے کار کا ایک بھائی چارہ اور دوستانہ ہے اور کسی

میبے میں پہلا چھٹی کا دن منار ہے تھے۔ وہ سالانہ مہاراجہ ٹورنامنٹ میں امریکی ایٹمی ٹیم کی طرف سے کرکٹ کھیلنے کے لیے جو دعوت پور چار ہے تھے۔

واضح ہو کہ ایف بی آئی کے نئے دہلی آفس میں کام کرنے کے لیے آپ کو کرکٹ کھیلنے کا ڈھنگ آنا ضروری نہیں ہے، لیکن اس سے کوئی نقصان بھی نہیں ہوتا۔ اس حملے کی خبر ملتے ہی اسٹیو مینی کے لیے چل پڑے، بس ان کے جسم پر کپڑے تھے۔ ان کا بلیک بیری (موبائل) اور کرکٹ کے لوازمات تھے۔ انھوں نے فوراً ہی اپنے ہندوستانی ہمسروں سے رابطہ قائم کیا اور اپنا کام شروع کر دیا۔ کوئی لال فیتہ نہیں۔ دائرہ کار کا کوئی بھگڑا نہیں۔ صرف اولین کارروائی کرنے والے، بحران کے وقت شانہ بٹانہ کھڑے ہو گئے۔

تین دن تک ممبئی میں بندوکی گولیوں اور دھماکوں کی آواز، آگ اور افراتفری سی رہی۔ اس غارت گری کے دوران اسٹیو نے تاج ہوٹل کے اندر پھنسے ہوئے امریکیوں کو بچانے میں تعاون کیا۔ انھوں نے اپنے ایف بی آئی اور خفیہ خبر رساں برادری میں اپنے

کا موازنہ کرنا چاہیے۔ ایم ۱۵ کے ڈائریکٹر جو تھیں انہوں نے کہا تھا کہ ”کسی شخص کے بارے میں معلومات کا ہونا ویسا ہی نہیں ہے جیسا کہ ان لوگوں کے بارے میں سب کچھ جاننا۔“ انھوں نے ٹھیک ہی کہا تھا۔ ہر کیس میں جہاں کسی شخص کی وجہ سے کوئی خطرہ لاحق ہو ہمیں کلیدی سوالات کرنے چاہئیں۔ اس شخص کا تعلق کہاں سے ہے؟ اس کے ساتھ کون لوگ ہیں؟ اور وہ لوگ اس وقت کہاں ہیں؟ وہ کیا کر رہے ہیں؟ اور وہ کن لوگوں سے باتیں کر رہے ہیں؟ ان قطعی معلومات کو اکٹھا کرنے میں وقت لگتا ہے۔ اس میں تھل، قطعیت اور لگن کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے لیے یہاں اندرون ملک اور بیرون ملک بھی متحدہ کوشش کی ضرورت ہوتی ہے۔

خفیہ خبر رسائی ہمیں نظر نہ آنے والی چیزوں کو عیاں کرتی ہے، آفاق پر نئے خطروں کی نشاندہی کرتی ہے، لیکن اس کے باوجود ہمیں جو خطرات لاحق ہیں، ان کی تعداد اور نوعیت کی وجہ سے ہمیں کتنی ہی معلومات کیوں نہ حاصل ہو جائیں یقین لگتی نہیں حاصل ہو سکتا۔ یہ سوال باقی رہتا ہے کہ جو خطرات بیرون ملک پیدا ہوتے ہیں ان سے ہم اپنی حفاظت کس طرح کریں؟ ہم اپنی سرحدیں نہیں بند کر سکتے۔ انٹرنیٹ کا سلسلہ منقطع نہیں کر سکتے۔ ہمیں اصل مرکز سے ہی ابتدا کرنی چاہیے۔

ممبئی پر حملے سے پہلے والے دن اسٹیش ایجنٹ اسٹیو میریل جو ایف بی آئی کے نئے دہلی آفس میں قانونی اتاشی ہیں تقریباً ایک

اکثر اوقات ہمیں جن آبادیوں کی سب سے زیادہ مدد کی ضرورت ہوتی ہے وہی ہم پر سب سے کم اعتماد کرتی ہیں۔ لیکن ہمیں ان آبادیوں کے ساتھ اپنی کوششیں دو چند کرنی چاہئیں۔

بحران کی صورت میں اس جانب سے فوری اور موثر رد عمل ہوتا ہے۔

## لوگوں تک رسائی

ہمیں دنیا بھر میں قانون نافذ کرنے والوں اور خفیہ خبر رسائی میں شراکے کار کے ساتھ مل کر کام کرنا چاہیے۔ لیکن ہمارے یہاں امریکہ میں ہمیں ان شہریوں کے ساتھ بھی مل کر کام کرنا چاہیے، جن کی خدمت پر ہم مامور ہیں تاکہ ہمیں نقصان پہنچانے والوں کو پہچان کر ان کو درہم برہم کر دیا جائے۔

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ہم قانون کا نفاذ کرنے والوں اور آبادی کے درمیان کھڑی دیوار سے ہمارا سامنا ہوتا ہے جو غلط گوئیوں اور ہمارے کام کے متعلق غلط تصورات کی وجہ سے ہوا کرتی ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ اس دیوار کو ایک ایک اینٹ کر کے اور ایک ایک فرد کر کے مسمار کرنے کا طریقہ سب سے اچھا ہے۔

لیکن بعض آبادیوں کو ہمارے ساتھ بات چیت کی میز پر بیٹھنے میں جو عار ہے اس کو ہم سمجھتے ہیں۔ ان کا تعلق ایسے ملکوں سے ہے، جہاں پولیس یا سیکورٹی سروس والے خوف اور بے اعتمادی پیدا کرتے ہیں۔ اکثر ہمیں جن آبادیوں سے سب سے زیادہ مدد کی ضرورت ہوتی ہے، وہ ہم پر انتہائی کم اعتماد کرنے والی ہوتی ہیں۔ لیکن انہی آبادیوں میں ہمیں اپنی کوششیں دو چند کرنی چاہئیں۔

ایک طرز ہماری خاص تشویش کا باعث۔

ستمبر ۱۱ کے بعد والے برسوں میں ہمیں معلوم ہوا کہ امریکی آبادیوں سے تعلق رکھنے والے نوجوانوں کو انتہا پسند بنا کر افغانستان یا عراق، یمن یا صومالیہ جیسے ملکوں میں بھیجنے کے لیے بھرتی کر لیا گیا۔ انہیں یا تو جنگ کے لیے بھرتی کر لیا جاتا ہے یا انتہائی صورت میں خودکش بمبار بنانے کے لیے۔

فینا پولیس (مینیوننا) کا ایک شخص ہمارے خیال سے دہشت گردانہ خودکش بمباری کرنے والا پہلا امریکی شہری تھا۔ وہ حملہ گذشتہ اکتوبر میں صومالیہ میں کیا گیا تھا لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کو اپنے شہر مینیسوٹا میں انتہا پسندی کی تعلیم و تربیت دی گئی تھی۔ نوجوانوں کو ان کی اپنی آبادیوں میں انتہا پسندی کی تعلیم و تربیت دے کر اسلحہ اٹھانے کے لیے صومالیہ کا سفر کرنے اور خود کو ہلاک

کرنے اور بہترے دوسرے لوگوں کو بھی ہلاک کرنے پر آمادہ کیا جانا ایک ایسا امکان ہے جو نقل و وطن کی کہانی کی خرابی کے مترادف ہے۔

ان میں سے بہترے نوجوانوں کے والدین نے امریکہ آنے اور ان کے زیادہ روشن اور مستحکم مستقبل کے لیے سب کچھ داؤں پر لگا دیا۔ جنگ زدہ ملک چھوڑنے والے والدین کے لیے یہ بات انتہائی دل شکن ہوگی کہ وہ اسی طرز زندگی کی طرف واپس جانا چاہتے ہیں۔ اور یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ آیا یہ نوجوان کسی دن اپنے گھر واپس بھی آئیں گے اور اگر آئے بھی تو یہاں آ کر کیا کریں گے۔ ظاہر ہے یہ والدین اپنے بچوں کے مستقبل کے بارے میں فکر مند ہیں۔ ہم بھی فکر مند ہیں، صرف ان خاندانوں کے لیے نہیں بلکہ وسیع تر آبادی کے لیے۔

ان آبادیوں کے افراد سے رابطہ کرنے والی ایف بی آئی کی ٹیم کے ممبران مسائل پر گفتگو کرنے کے لیے ان آبادیوں کے لوگوں سے ملاقاتیں کرتے ہیں۔ ہم مل کر آگے تو بڑھ رہے ہیں لیکن بہت کام کرنے کو باقی ہیں۔ سامنے کی سچائی یہ ہے کہ ہم امریکی عوام کے اعتماد کے بغیر اپنا کام نہیں کر سکتے۔ اور وہ اعتماد اس وقت تک نہیں حاصل کر سکتے جب تک ہم ان کے پاس پہنچ کر یہ نہ کہیں کہ ”ہم بیورو کے لوگ آپ کے ساتھ ہیں اور مدد کے لیے تیار ہیں۔“

## حاصل کلام

ہم جس دنیا میں رہتے ہیں وہ بیشار طریقوں سے بدل گئی ہے۔ اور ان تغیرات کے منفی نتائج ہو سکتے ہیں اور نئی معلومات بھی حاصل ہو سکتی ہیں۔ اس کی وجہ سے نئے حالات، نئے نظریات اور کام کرنے کے نئے طریقے وجود میں آ سکتے ہیں۔

لیکن زبردست تغیرات کے اس دور میں بعض باتیں حسب دستور برقرار رہتی ہیں وہ ہیں تحفظ اور سلامتی کی خواہش، امن اور خوشحالی کی امید اور ان طاقتوں کے مقابلے میں متحد رہنے کی ضرورت جو ہمارے درمیان اختلافات پیدا کرنا چاہتی ہیں۔ یہ حکمت دنیا بھر کی آبادیوں میں اور سارے ملکوں میں یکساں ہیں۔ ہم بیورو کے لوگ ہر روز انہی حکمت کی حفاظت میں مصروف رہتے ہیں۔

جرائم اور دہشت گردی کی دنیا بلاشبہ پھیلتی رہے گی اور ہم ایف بی آئی کے لوگ اپنے مشن میں لگے رہیں گے یعنی اس کو جاننے میں جس کا ہمیں علم ہے لیکن ہمیشہ نظر نہیں آتا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر ہم میں سے کسی کو خطرہ لاحق ہو تو سب کو ہی خطرہ لاحق ہوتا ہے۔ ہم میں سے کسی پر حملہ ہم سب پر حملہ ہوتا ہے اور کوئی ناکامی اجتماعی ناکامی ہوتی ہے۔ صرف مل کر ایک ہی آبادی کے طور پر آگے بڑھنے سے ہی پائیدار ترقی کی جاسکتی ہے۔



یہ تقریر فروری ۲۳ کو کی گئی۔

دنیا بھر میں تہذیبوں کے میل جول سے حکومتوں کی زیر سرپرستی مخبری اور بچوں کی فحش تصویروں کے کاروبار کو فروغ حاصل ہوا ہے اور گروہوں کی سرگرمیوں کو بڑھاوا ملا ہے۔